غور طلب باتیں

مؤلف

قاری محمد ارشاد علی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

غور طلب باتیں

(۱) مشورہ دراصل دوسروں کی صلاحیتوں کے ذریعے اپنی کمیوں کی تلافی کرنا ہے۔

(۲) دین حقیقتاً آخرت رُخی زندگی کا عنوان ہے نہ کہ دنیا کی زندگی کا۔

(۳) دنیا منزل کی طرف جانے کا ایک راستہ ہے۔

(۴) اپنے اعمال کا جائزہ، آدمی کو فریب نفس سے بچاتی ہے۔

(۵) انسان کیلئے دنیوی نعمتیں آزمائش کیلئے ہوتی ہیں۔

(۶) حالت سے کیفیت پیدا ہوتی ہے بھوک کی حالت سے عاجزی کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔

(۷) بھوک مٹنے سے ایک حالت پیدا ہوتی ہے، اس سے شکر کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔

(۸) انسان کو دی ہوی آزادی اسکے امتحان کے خاطر ہے۔ اگر وہ شرعی حدود میں رہا تو کامیاب ورنہ ناکام۔

(۹) وقت کا احترام ایک اخلاقی عمل ہے ہر کام وقت کے دائرے میں کریں۔

(۱۰) وقت کو کھونا عمل کے مواقع کو کھونا ہے۔

(۱۱) پختہ عقل کا تقاضہ ہے کہ آدمی صابر بن جائے۔

(۱۲) قناعت قلبی سکون کا ذریعہ ہے قانع بھلائی کو پانیوالا ہوتا ہے۔ قناعت روحانی ترقی کا ذریعہ ہے قناعت سے فکری بلندی پیدا ہوتی ہے۔

(۱۳) اِیثار ایک اعلیٰ انسانی صفت ہے۔ حِکمت، مؤمن کا گمشدہ مال ہے اسکو حاصل کرنے کی کوشش کرو۔

(۱۴) گھر، پرورش کے ساتھ ساتھ تعلیم وتربیت کا مقام ہے اور ماں باپ استاد ہیں۔

(۱۵) عالِم کے قلم کی سیاہی شہید کے خون کے مقابل زیادہ افضل ہے۔

(۱۶) مسلسل عمل، کمزور کو طاقتور بناتا ہے۔

(۱۷) وقت قیمتی چیز ہے اسکو ہلکے اور سستے مشاغل میں ضائع نہ کرو۔

(۱۸) دُنیوی معاملہ میں اپنے سے کمتر کی طرف دیکھو، شکر کا جذبہ پیدا ہوگا۔

(۱۹) دینی کاموں میں اپنے سے اونچے کی طرف دیکھو محنت کا جذبہ پیدا ہوگا اور رغبت پیدا ہوگی اور فکر مند ہو جائے گا۔

(۲۰) دنیا ذریعہ حیات ہے اور آخرت مقصد حیات ہے اور وہی مؤمن کا نشانہ ہے۔

(۲۱) آخرت کی فکر سے آدمی سنجیدہ ہو جاتا ہے۔

(۲۲) آدمی خود کو دشمن کی نظر سے دیکھے اور اپنی اصلاح کرتے رہے۔ اپنے نفس کو اچھا نہ سمجھے۔

(۲۳) دینی اعمال میں اہمیت کیفیت کی ہے نہ کہ کَمیّت کی۔

(۲۴) شہرت پسندی سب سے بڑا فتنہ ہے۔

(۲۵) دنیا کیا ہے؟ غیر کا مال ہے کیونکہ سب خُدا کا ہے، اپنے لئے جائز کرنیکے لئے طریقہ یہہ ہے کہ اِس کو خُدا کے بتائے ہوئے طریقہ سے حاصل کرے اور استعمال بھی کرے۔

(۲۶) قرآن میں ایمان کو معرفت کہا گیا ہے اور حدیث میں ایمان کو علم کہا گیا ہے

حدیث : من علم أنه لا إله إلا الله دخل الجنة (رواه مسلم)

(۲۷) معرفت اور علم سے خُدا کا خوف پیدا ہوتا ہے۔

(۲۸) خالق کے وجود کو خالق کی تخلیق سے جانیں جیسے خوشبو سے پھول کا پتہ۔

(۲۹) گھر والوں کی خواہشات پر چلنا دینی مزاج کے خلاف ہے۔

(۳۰) جسطرح خُدا کی کوئی حد نہیں ہے اُسی طرح خُدا کے دین کی راہ میں آگے بڑھنے کی کوئی حد نہیں ہے۔

(۳۱) آدمی دین کی اعلیٰ سطح پر اُسی وقت پہنچتا ہے جب وہ قربانیوں کو ادا کرے۔

(۳۲) حدیث -:- ہر اُمّت کا ایک فتنہ تھا اور میری اُمّت کیلئے جو چیز فتنہ ہوگی وہ مال ہے۔ نوٹ : اس حدیث میں مال دراصل، "دنیا کا قائم مقام ہے"۔ دنیا کیا ہے؟ سازوسامان اور تَعَیُّشاتی اشیاء، ضروری اشیاء، کم ضروری اشیاء، غیر ضروری اشیاء کا بازار ہے۔ بس صرف مال کی ضرورت ہے۔ سائنس کی ترقی کیوجہ سے دنیا کی عظمت میں اضافہ ہوا جسکی وجہ سے انسان دنیا کی حقیقت کو بھول کر دنیا کی عظمت کو دل میں جا بٹھا لیا۔ دنیا رُخی زندگی کی دلکشی اسقدر بڑھ گئی کہ اس سے بچنا مشکل ہو گیا۔ اس اُمّت کا فیتہ دنیا ہے۔

(۳۳) حکمت گمشدہ مال ہے۔ یہ حدیث علم کی آفاقیت کو بتلاتی ہے۔ مسلمان کبھی بھی سیکھنے کے علم کو جاری رکھے اور ہر مشکل کو.برداشت کر کے علم سیکھو۔

(۳۴) انسان کی ابتدائی عمر تیاری کی ہے یہ بہترین وقت ہے اسکو سستے مشاغل میں ضائع نہیں کرنا ہے۔ ضائع کرنے والا عمر بھر پچھتاتا رہتا ہے۔

(۳۵) احساس.برتری (Superiority complex) ایک فطری جذبہ ہے اس سے انسان میں خوداعتمادی (Self confidence) پیدا ہوتی ہے اگر احساس.برتری نہ ہو تو خوداعتمادی بھی نہیں رہتی لیکن اِس احساس.برتری کو عاجزی کے جذبہ کے تحت رکھنا چاہیے ورنہ آدمی خوداعتمادی سے نکل کر آگے.بڑھ کر تکبر والا ہو جاتا ہے۔ خودداری کی حد مقدر کرنا ضروری ہے۔

(۳۶) دنیا میں دو چیزوں سے آدمی متواضع (submissive) ہو سکتا ہے۔

(۱) مُتّقیِانہ مزاج۔ (۲) علم معرفت سے سائنسی ذہن والا ہو جائے۔

(۳۷) موت کی یاد آدمی کی برائیوں کو ختم کرتی ہے اور موت آدمی کی ذات کو ختم کرتی ہے۔

(۳۸) علم نبوت دراصل علم حقیقت کا دوسرا نام ہے۔

(۳۹) موجودہ دنیا، مختلف قسم کے اسباب اور احوال سے بھری ہوئی ہے یہہ اسباب اور احوال ہم سے الگ خود اپنا وجود رکھتے ہیں اور اپنے زور پر قائم ہیں ہم ان سے ہم آہنگی کر کے اپنا مقصد حاصل کر سکتے ہیں ان کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

(۴۰) دریافت کیا ہے ؟آدمی اُس چیز کو دیکھے جسکو ہر ایک نے دیکھا ہے مگر ایسے دیکھنے سے وہ ایک ایسے خیال تک پہنچے جسکو کسی نے نہ سوچا تھا اور اسکو پالے جسکو کسی نے نہ پایا تھا۔

(۴۱) خدا ہی کے قانون کے مطابق دنیا میں حالات ظاہر ہوتے ہیں اور اُسی کے حکم کے مطابق زمانہ گردش کرتا ہے ایسی صورت میں زمانہ یا حالات کو بُرا مت کہو، زمانے کی روش اسکی طرف سے اور حالات کا خالق وہی ہے۔

(۴۲) قرآن کے متن پر خدا کا پہرہ ہے اور قرآن کے حاشیہ میں لوگوں نے اضافہ کیا ہے۔

(۴۳) مشورہ، عقل کی کمی کی تلافی کا دوسرا نام ہے۔

(۴۴) تقدس، تنقید کیلئے رُکاوٹ بنتا ہے۔

(۴۵) معتبری حماقت کا دوسرا نام ہے۔

(۴۶) آزادی کے غلط استعمال کا نام گناہ ہے۔

(۴۷) زینت اور سجاوٹ عیب پر پردہ ڈالتا ہے۔

(۴۸) زینت اور سجاوٹ حقیقت کو چھپاتا ہے۔

(۴۹) مادی تہذیب، وقتی دنیا کی تعمیر ہے اور روحانی تہذیب ابدی دنیا کی تعمیر ہے۔

(۵۰) اپنا فائدہ انسان کا سب سے بڑا معبود ہے۔

(۵۱) دنیوی کمی آخرت کے طرف دھیان لگانے کی قیمت ہے۔

(۵۲) دریافت دراصل جُز سے کُل تک پہنچنے کا نام ہے۔ یہ بات سائنسی دریافت کیلئے بھی صحیح ہے اور دینی معرفت کیلئے بھی۔

(۵۳) علم کا مطلب ہے جاننا اور معرفت کا مطلب ہے پہنچانا۔ معرفت علم کی روشنی ہے۔

(۵۴) اگر کمیوں کو بتلایا جائے تو احساس اصلاح پیدا ہوتا ہے اور خیر خواہی کا تقاضہ ہے کہ نشاندھی کرے اُن کمیوں کی جو آدمی میں موجود ہے۔ نصیحت کرنے والا بہتر ہے تعریف کرنے والے سے۔

(۵۵) رواداری اور برداشت ہماری ایک عملی ضرورت ہے نہ کہ کسی قسم کی اخلاقی کمزوری ہے۔

(۵۶) نظم دراصل ناظم کا بدل ہے کائنات میں جو عظیم نظم ہے وہ ایک زبردست ناظم کے وجود کی دلیل ہے۔

(۵۷) اسلام نوعیت حیات کا خدائی علم ہے۔

(۵۸) خود احتسابی آدمی کو کامل انسان بناتی ہے۔ (self critism)

(۵۹) خود احتسابی آدمی کو فریب نفس سے بچاتی ہے۔

(۶۰) جس میں خود احتسابی نہ ہو وہ ناقص انسان بن کر رہ جاتا ہے۔

(۶۱) خود پسندی خواہ عورت میں ہو یا مرد میں ہو یہہ ایک بڑی کمزوری ہے۔ اسکو تواضح اور خدمت خلق کے جذبے سے بدل دیں۔

(۶۲) شرک اور شخصیت پرستی کی تمام قسمیں اِس غُلو کی پیداوار ہے۔ دین میں غُلو یہ ہے کہ دین میں کسی چیز کا جو درجہ ہے اُسکو اُسکے واقعی درجہ پر رکھا جائے جیسے بندے کو خدا کا بیٹا کہنا وغیرہ۔

(۶۳) دنیا میں جو مدد آتی ہے وہ ہمیشہ اسباب کے پردے میں آتی ہے ایسی وجہ سے مؤمن اپنی استطاعت کے مطابق پوری تدبیر کرنی چاہیے۔ جیسا کہ عام دنیادار کرتا ہے ایسی تدبیر کرنا گویا ایسے حالات فراہم کرنا ہے جسکی صورت میں خدا کی مدد اُترتی ہے اس کو ہم کہتے ہیں تدبیر کارگر ہوئی بہر حال تدبیر کرنیکی صورت میں مدد اللہ کی آتی ہے۔ اس طرح مؤمن، کوشش کے معاملے میں مجاہد ہوتا ہے اور نتیجے کے معاملہ میں متوکل ہوتا ہے۔

(۶۴) اسباب سے کام لینا توکل کے خلاف نہیں ہے۔

(۶۵) دنیا کی حرص کو چھوڑ کر ہی کوئی دینی خدمت کر سکتا ہے۔

(۶۶) اسلام کے سفر کی ابتداء علم سے ہوتی ہے نہ کہ عمل سے۔

(۶۷) حسن ظن ایک ایسا عمل ہے جسکے لئے آدمی کو خود اپنے سے لڑنا پڑتا ہے یہی وہ چیز ہے جس نے حسن ظن کو خدا کی نظر میں ایک عظیم عمل بنا دیا ہے۔

(۶۸) تنقید کرتے وقت جس پر تنقید کی جارہی ہے وہ خود کو دیکھے نہ کہ تنقید کرنے والے کو۔

(۶۹) شیخ یا مُرشد ہمکو محبوب ہے مگر حق شیخ سے زیادہ محبوب ہے۔

(۷۰) ایمان، اعلیٰ حقیقت کی دریافت ہے ، ایمان علوم کے سِرے کو پکڑنا ہے ، ایمان ، معانی کے سمندر میں داخل ہونا ہے۔ ایمان ایک اعلی ترین علم ہے جو ہمیشہ توفیق الٰہی سے بڑھتا ہے۔

(۷۱) زیادہ بولنا غیر سنجیدہ انسان کی علامت ہے۔

(۷۲) تواضع، خلاصہ انسانیت ہے، تواضع انسانیت کا زیور ہے۔

(۷۳) قرآن میں معاملات پر مشورہ کی تاکید کیگئی ہے مشورہ میں ہر آدمی کا علم اور اُس کا تجربہ سامنے آتا ہے، مشورے میں کئی لوگوں کی سوچ شامل رہتی ہے۔ مشورہ دراصل اجتماعی سوچ کا دوسرا نام ہے وجہ یہ ہے کہ ایک شخص کا ذہن ہر پہلو کو سمجھ نہیں سکتا مشورہ ایسے کمی کی تلافی ہے۔ مشورہ کامیاب منصوبہ بندی کا ایک جُزہے۔

(۷۴) انسان کی ایک انوکھی صفت یہ ہے کہ وہ اپنی ہر غلطی کا جواز (یعنی خود برحق ہونے کی وجہ) تلاش کر لیتا ہے وہ اپنی غلطی کو درست ظاہر کرنیکے لئے خوبصورت الفاظ پالیتا ہے۔ یہ تزکیہ کی کمی کا نتیجہ ہے۔ اسکی تلافی تزکیہ سے ہوسکتی ہے۔ علم آدمی کے تزکیہ میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ علم تزکیہ کیلئے ایک ترغیب دیتا ہے۔ تزکیہ ایمانی شعور کی بیداری کا نام ہے۔

(۷۵) حوصلے کو برداشت کے تابع رکھا جائے۔ اعتراف کا مذہبی نام شکر ہے۔

(۷۶) جو لوگ دوسروں کی شکایت کرتے ہیں وہ دراصل مُسابقت (competition) میں پیچھے رہ جانے کا حسد آمیز اعلان ہے۔

(۷۷) قناعت کا جذبہ اُس میں آتا ہے جو زندگی کے مختصر عرصے کا استحضار کرے۔

(۷۸) دنیا میں آدمی کو چوکیداری کی زندگی گزارنا ہے، اپنی چوکیداری بھی اور خدا کے دین کی چوکیداری بھی۔ یہاں کی چوکیداری وہاں کا آرام ہو گا۔

(۷۹) خود غرضی اور سطحیت کی ضد، اخلاق اور ذمّہ دارانہ رویہ ہی ہو سکتی ہے۔

(۸۰) انسان کی خوبصورتی میں جو کمی رہتی ہے وہ اخلاق سے پوری ہو جاتی ہے۔

(۸۱) لوگوں کو اپنا وجود اپنی حقیقت سے زیادہ نظر آتا ہے اور دوسروں کا وجود اُن کی حقیقت سے کم (یہہ احساس برتری کے سوا کچھ بھی نہیں ہے) کوئی بھی اپنی کم اہلیت اور نااہلیت کو نہیں مانتا۔

(۸۲) ہر آدمی دوسروں کی کمیوں کے بارے میں آخری حد تک باخبر ہے اور اپنی کمیوں کے بارے میں نہ صرف بے خبر بلکہ خوش فہمی میں مبتلہ ہے۔ یہ مزاج میں خارجیت کا نتیجہ ہے، مزاج میں داخلیت ہونا چاہیے۔ اکثریت کا یہی حال ہے۔

(۸۳) آدمی کی دنیوی کامیابی یا ناکامی، آخرت کی کامیابی یا ناکامیابی کی دلیل نہیں ہے۔ اکثر تو اِسکے بر عکس ہوتا ہے کیونکہ آدمی جو آخرت رُخی زندگی گزارتا ہے اکثر ایسا آدمی دُنیا کی طرف کم توجہ دیتا ہے۔ (ویسی صورت میں دنیوی اعتبار سے وہ کامیاب نہیں رہتا)

(۸۴) انسانوں نے عقل اور بے عقلی کا پیمانہ، دنیا کو سامنے رکھ کر بنایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے جو پیمانہ دیا ہے اسکے اعتبار سے عقلمند وہ ہے جو اللہ کی یاد میں جیئے اور

جو کائنات کے تخلیقی منصوبے میں کام کرنیوالی خدائی معنویت کو جان لے اور جو اس سے بے خبر ہے وہی بے عقل ہے۔

(۸۵) اللہ کے دین کو مال اور جان کی قربانی کی قیمت پر اختیار کرنا ہے۔ لوگ بے قربانی والے دین ہی کو سب کچھ سمجھتے ہیں۔ جان اور مال کی قربانی کے بغیر آدمی کا ایمان معتبر نہیں ہوتا۔

(۸۶) مؤمن کی ذمہ دارانہ زندگی اِس کو نفسی آزادیوں سے محروم کر دیتی ہے۔ آدمی کو عمل کی آزادی ہے۔ اختیار بھی ہے لیکن نتیجہ عمل میں اسکو اختیار نہیں ہے۔

(۸۷) فرقہ وارانہ فسادات سے مسلمان مرتے ہیں اور دعوت حق کا امکان بھی ختم ہو جاتا ہے۔

(۸۸) جو شخص علم کے بغیر عمل کریگا وہ اصلاح سے زیادہ فساد کریگا۔

(۸۹) آخرت کے ترازو میں وہی کامیاب ہے جو خود کو دنیا میں شریعت کے ترازو میں تول لے ورنہ بربادی کے سوا کچھ نہیں ہے۔

(۹۰) فطرت کے قانون کے مطابق دنیا میں اسکو مقام ملتا ہے جو خود کو دوسروں کیلئے نفع بخش ثابت کرے۔ دوسروں کو فائدہ پہچانا دراصل خود کو فائدہ پہنچانا ہے۔

(۹۱) مؤمن بننا یا کلمہ پڑھنا کیا ہے ؟ دنیا میں رہ کر آخرت پسندانہ زندگی اختیار کرنا ہے۔ یہہ نفس اور شیطان اور غیر خدا پرستانہ ماحول اور منفی حالات کے

طوفان میں رہ کر خدا والا بننا (دکھائی دینے والی چیزوں میں گھِر کر غائب کی چیزوں کا چاہنے والا بننا ہے)۔

(۹۲) محبت ایک ایسی چیز ہے کہ باوجود اختلاف پیدا ہو جانے کے تعلق میں فرق نہیں آتا۔ صرف موافقت ہی موافقت رہتی ہے۔ مخالف اسباب، حذف ہو جاتے ہیں۔

(۹۳) قرآن ،ایک فکری کتاب ہے اور فکری کتاب میں ہمیشہ ایک سے زیادہ تعبیر کی گنجائش رہتی ہے۔پڑھنے والا خالی الذّہن ہونا بھی ضروری ہے۔

(۹۴) لفظی عقیدتمندی ، حقیقی تعلق کا ثبوت نہیں ہے۔ اور وقتی جوش کے مظاہرے کا نام اسلام نہیں ہے۔

(۹۵) مظہر عمل کی صورت میں آدمی، عمل کی حقیقی سطح پر ناکام رہتا ہے اور مصنوعی سطح پر کامیابی کے جھنڈے لہراتا ہے۔آخرت کے اعتبار سے بے قیمت ہے۔

(۹۶) دنیا کی پُرکشش رنگینیوں سے خود کو اوپر اٹھا لینا سخت مشکل کام ہے لیکن اس سے بھی مشکل کام یہ ہے کہ آدمی خود اپنی ذات سے اوپر اٹھ جائے۔

(۹۷) عمل کی حقیقی سطح پر بہت کم لوگ ہیں عمل کی مصنوعی سطح پر اکثر ہیں۔اسلامی زندگی آخرت رُخی ہوتی ہے اور غیر اسلامی زندگی دنیا رُخی ہوتی ہے۔

(۹۸) تعریف سے خوش ہونا، تنقید سے بگڑنا، پستی کی علامتیں ہیں۔

(۹۹) منزل غم سے گزرنا تو ہے آسان اقبال + عشق ہے نام خد اپنے سے گزر جانے کا۔

(۱۰۰) فریبِ جلوہ اور کتنا مکمل اے معاذ اللہ + بڑی مشکل سے دل کو بزم عالم سے پایا۔

(۱۰۱) ذِکرِ الٰہی کوئی شماریاتی چیز نہیں ہے۔ ذِکر اپنی شعوری ہستی کا نذرانہ ہے۔ ذکر آدمی کو خوف سے بھر دیتا ہے۔

(۱۰۲) کائناتی کارخانے میں ہر طرف نفع رسانی اور منفعت بخشی کا سیلاب ہے۔ انسان سے خدا کو یہی مطلوب و مقصود ہے کہ وہ کائنات سے ہم آہنگ ہو جائے یعنی (Harmony)۔ خالق کے تخلیقی منصوبے سے موافقت کرنا ہے۔ اس میں ثواب ہی ثواب ہے۔

(۱۰۳) جس نے خدا کو خدا کی نشانیوں میں پایا اُس نے خدا کو پایا۔

(۱۰۴) خشوع ظاہری آداب کا نام نہیں ہے۔

(۱۰۵) کوئی چیز جب آدمی کے سامنے بار بار آتی ہے تو وہ اپنا انوکھا پن کھو دیتی ہے یہی معاملہ خدائی تخلیقات کا ہے۔ روزانہ مسلسل دیکھنے میں اسکی تخلیقات آتی ہیں تو اُن کا عجوبہ پن ختم ہو جاتا ہے۔ موجودہ دنیا میں آدمی کا یہی امتحان ہے۔ وہ ایک درخت کو دیکھے تو ایسا دیکھے جیسے پہلی بار دیکھ رہا ہے۔

(۱۰۶) گُلزارِ ہست و بود نہ بیگانہ وار دیکھ + ہے دیکھنے کی چیز اسے بار بار دیکھ۔ اقبال

(۱۰۷) انسان لفظی کرتب دکھا کر دنیا میں بَچھ جاتا ہے لیکن آخرت کی دنیا میں حقیقی تدبیر ہی بچا سکتی ہے۔

(۱۰۸) دَور زوال میں جو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں اُن میں سے ایک یہہ ہے کہ لوگ حقیقت کے بجائے ظاہری چیزوں کو اہم سمجھ لیتے ہیں۔

(۱۰۹) صحابی کا ایمان شعوری ایمان تھا اور بعد کے لوگوں کا ایمان وراثتی ایمان ہو گیا۔

(۱۱۰) پرندے اپنے پیروں سے جال میں پھستے ہیں اور انسان اپنی زبان سے۔

(۱۱۱) جو تکلیف برداشت کرلے وہ ضرور خوشی کو پائیگا۔ تکلیف ہماری خوشیوں کی قیمت ہے۔

(۱۱۲) ایک تنہا واقعہ کو عمومی انداز میں بیان کرنا گویا استثناء کو عموم کی حیثیت بنا دینا ہے۔ اور جو شخص تعمیم (popularization) کو پسند کرتا ہے وہ عموماً جھوٹ بولتا ہے۔ تعمیم کی ضد حقیقت پسندانہ نظریہ ہے۔

(۱۱۳) اللہ کی پکڑ کے خوف سے ہی آدمی گناہ سے بچ سکتا ہے۔

(۱۱۴) اسلامی معاشرہ میں سب سے اچھا آدمی وہ ہے جو لوگوں کے حق میں زیادہ نفع بخش ہو۔

(۱۱۵) غصّہ ہر قسم کی منفی نفسیات کی جڑ ہے۔ مثبت نفسیات میں جینا ضروری ہے۔

(۱۱۶) ہر نیا مطالعہ نئی فکر دیتا ہے

Every successive reading gives me new thought.

(۱۱۷) کوئی مؤثر کام کرنیکے لئے معاشی آسودگی ضروری ہے۔ خواہ دینی کام ہو یا دنیوی کام ہو۔

(۱۱۸) اسلام، آخرت کا عنوان ہے اگر ذہن صحیح نہ ہو تو (اسلام) دنیا کا عنوان ہے۔

(۱۱۹) انسان ہر وقت خدا کے اختیار میں ہے۔ ایسی صورت میں کسی وقت بھی اس سے بے خوف نہ ہو۔

(۱۲۰) آج کا مسلمان واقعات کا گہرا تجزیہ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ شدید قسم کے ذہنی فاقہ سے دوچار ہے۔ (Intellectual Starvation)

(۱۲۱) زندگی ہی میں اگر آدمی کو موت کا حقیقی احساس ہو تو وہ دنیا میں رہتا نظر آئے لیکن آخرت میں جینے والا ہو گا۔

(۱۲۲) خدا کا خوف اسقدر ہو کہ وہ آدمی کا نگران بن جائے اُسکو دنیا سے زیادہ آخرت کی فکر ستانے لگے۔

(۱۲۳) ہم لوگ غیر خدا پرست ماحول میں ہیں اور غیر مؤمن کا اعتقاد یہ ہے کہ بس زندگی دنیا ہی کی ہے اور مؤمن کا یقین یہ ہے کہ اسکو اس دنیا کے راستے سے آخرت کی منزل تک جانا ہے۔ دونوں کی زندگیوں کا عملی فرق دوزخ اور جنت ہے۔

(۱۲۴) دنیا کے سامنے ہر کوئی خود کو حق بجانب ثابت کر چکا، زبان کی لفّاضی سے یا پیسے کے زور پر یا اقتدار کی دھاک پر یا جھوٹ بولکر لیکن حقیقت میں حق بجانب وہی ہے جو خدا کے سامنے حق بجانب ہو۔

(۱۲۵) دنیوی تکالیف سے موت کی تمنا کرنا منع ہے لیکن خود کے دین کو خطرہ ہو تو موت کی تمنا کرنا جائز ہے۔

(۱۲۶) نفس کے امراض کا علاج یہی ہے کہ تم نفس کی مخالفت کرتے رہو۔

(۱۲۷) دین کو دنیا خوری کا ذریعہ مت بناؤ۔

(۱۲۸) ایمان یہ ہے کہ جب کوئی غیر معمولی بات پیش آئے تو آدمی کے اندر نفسانیت نہ جاگے بلکہ خدا پرستی جاگے۔

(۱۲۹) دنیا میں سب سے زیادہ قیمت علم کی ہے اور آخرت میں سب سے زیادہ قیمت معرفت کی ہو گی۔

(۱۳۰) تنقید احترام کے منافی نہیں ہے۔ اگر احترام میں تنقید نہیں کرینگے تو احترام میں غلو ہو جاتا ہے جو حرام ہے اور اگر تنقید نہ ہو گی تو اصلاح نہ ہو گی۔

(۱۳۱) بڑی کامیابی کیلئے یکسوئی اور ذہنی ارتقاء ضروری ہے۔

(۱۳۲) مسلمانوں میں حقوق سے زیادہ، ذمّہ داریوں اور اُن کے فرائض کا احساس جگانا ہے۔

(۱۳۳) انسان کی یہ کمزوری ہے کہ وہ کسی بات کو اسکی اندرونی حقیقت کے اعتبار سے نہیں دیکھ پاتا وہ حقیقت کو اُسکے ظاہر کے پہلو سے جانچتا ہے وہ بات کو دیکھنے کے بجائے قائل کو دیکھتا ہے۔ اہمیت کلام کی ہوتی ہے نہ کہ متکلم کی۔

(۱۳۴) جسطرح اللہ کے کلام میں علم تجوید کو اہمیت دیتے ہوئے فہم قرآن کی اہمیت زیادہ ہے اُسی طرح فقہ میں عباداتی فقہ کو اہمیت دیتے ہوئے بھی نماز میں خشوع و خضوع کی اہمیت زیادہ ہے کیونکہ خشوع و خضوع کیفیت ہے جو کہ مطلوب ہے۔

(۱۳۵) اسلام کا اُصولی تصوّر خالق کے معاملے میں توحید ہے اور مخلوق کے معاملے میں اسلام کا اُصولی تصوّر انسانیت ہے اور اسلام : دراصل انسان سازی کا مذہب ہے۔ جس آدمی کے دل میں اسلام اتر جائے وہ اپنے آپ اچھا انسان بھی بن جائیگا۔

(۱۳۶) روحانی ترقی ہی انسان کا اور اسلام کا مقصد ہے۔

(۱۳۷) خُلُقِ عظیم کیا ہے؟ ﴿وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾ [القلم: ٤] بے شک آپ کے اخلاق بڑے اعلیٰ ہیں آدمی دوسرے کے رویہ سے بلند ہو کر عمل کرے۔

(۱۳۸) انسان ایک ایسی مخلوق ہے جسکو خصوصی طور پر حِسّاسیت کی صفت عطا ہوی ہے۔

(۱۳۹) اللہ پر ایمان آدمی کے اندر تخلیقی اوصاف جگاتا ہے اِسکی سوچ اونچای ،اِس کا کردار اونچا اور وہ ایک بے مَسئلہ انسان ہو جاتا ہے۔

(۱۴۰) خدا کی تجلیات کی حد نہیں ہے اسلئے خدا کی معرفت کی بھی حد نہیں ہے۔ جس درجے کی معرفت ہو گی اس درجہ کا ایمان ہو گا۔ معرفت اسلام کی روح ہے معرفت اسلام کی زندگی ہے معرفت کسی آدمی کے اسلام کو زندہ اسلام بنا دیتی ہے۔

(۱۴۱) جانداروں میں ہر ایک کا جینیٹک کوڈ (genetic code) الگ، انگوٹھوں کے نشانات الگ ، ہر ایک کا چہرہ الگ ، ہر ایک کی آواز الگ ، ہر ایک کی دماغی

صلاحیت الگ، ہر ایک کا رنگ الگ، ہر ایک کی سوچ الگ، ہر ایک کے کردار الگ، اِن سب کا خالق اللہ۔ وہ کس قدر ذہین اور قدرت والا اور حکمت والا ہوگا۔ اسطرح انسان کا وجود، خالق کے وجود کو قابل فہم بتاتا ہے۔ اسطرح آدمی عالم مشاہدہ میں، عالم کائنات میں، مظاہرہ کائنات میں، موجودات عالم میں غیر مشہود خدا (unseen God) کو دیکھ لے یہی معرفت ہے۔

(۱۴۲) ساری کائنات اللہ کی اطاعت کر رہی ہے اور مادی کائنات، انسان کیلئے اطاعت الٰہی کے اعتبار سے ایک نمونہ ہے فرق صرف جبر اور اختیار کا ہے۔

(۱۴۳) انسان کو دنیا میں آزادی کے ماحول میں رکھکر یہ دیکھا جاتا ہے کہ کون اپنے کو احسن العمل ثابت کرتا ہے۔ خدا احسن الخالقین ہے اور بندہ احسن العمل ہے۔

(۱۴۴) پیغمبروں میں صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات ہی محفوظ ہیں انسان جو کہ بظاہر تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ اشرف ہے اور افضل ہے وہ سب سے کم زندگی پاتا ہے۔ اس مختصر زندگی میں ناکامیوں کی ایک مسلسل داستان کے سوا کچھ نہیں ہے۔

(۱۴۵) کسی کام کے کرنے کا حکم دینا گویا اسکے خلاف کرنے سے ممانعت کا تقاضہ کرتا ہے۔

(۱۴۶) موجودہ زمانے میں مسلمانوں میں عبادت گذاری بڑھ رہی ہے مگر اخلاقیات میں گھٹاؤ ہے۔ تشریح: ایک دینداری وہ ہے جو معرفت الٰہی کی سطح پر ہوتی ہے دوسری دینداری عادت کی سطح پر، آج کل لوگ عادت کی سطح پر عبادت

گزار ہیں اس سے ایک نفسیاتی سکون تو ملتا ہے لیکن اس میں اتنی طاقت نہیں ہوتی کہ آدمی کے اندر اخلاقی اقلاب لاسکے۔

Interest is the father of memory and repetition is the mother of memory

وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤلف وجملہ معاونین و اہل وعیال کو اجر کثیر سے نوازے اور اس کتاب کو ان کی میزان میں حسنات کا ذخیرہ بنادے اور اس کا نفع عام فرمادے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو آخرت کا یقین، عقل سلیم اور فکر مستقیم عطا فرمائے۔

مؤلف

قاری محمد ارشاد علی

مولوی عالم (نظامیہ) بی۔ کام (عثمانیہ)

ڈی۔ یف۔ ی۔ ناگپور کالج

خادم تدریس القرآن

باہتمام

صاحبزادہ محمد طاہر علی